Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 01, Issue 01, January-June 2022, PP: 01-18
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

سفر حج میں عورت کے لئے محرم کی تقیید اور عصری معنویت

The company of Mahram for Woman's trip for hajj
The Shariah Paradigm

Dr. Hafiz Khalid Mahmood
Lecturer: IIS University of the Punjab, Lahore

Abstract

One of the major problems that a woman commits for performing Hajj without a muhrum is the distant ones. The term is called nawāzil – e – Hajj in Islamic Jurisprudence. There are two views of the scholars, one That being a mahram is a condition for a woman to perform Hajj, So when there is no Mahram Hajj is not obligatory on him; the second opinion is that it is obligatory for a woman to perform Hajj. There is no such condition, however, it is a prerequisite to have a group of trusted women, and such It is perfectly permissible for a woman to travel with her if the congregation is present. Now both sides are presented with traditions, arguments, lengthy debates and analyzes, Scholar's look there are two aspects to it, one is the traditional and the other is the horizontal, if the traditional aspect is deep from the standpoint, the first opinion, however, seems vivid, And if it is scary On the other hand, the second opinion seems to be weighty when the peace is on the way, Yes, there was no fear of temptation and the woman with this trusted women group, It should be permissible for this woman to go on pilgrimage if she is satisfied with her life.

Keywords

Islam, Hajj, Women, Journey, Islamic Jurisprudence, performing.

1. موضوع کا تعارف

جب سے جدید اور تیز رفتار ذرائعِ نقل و حمل وجود میں آئے ہیں تب سے یہ مسئلہ معرکۃ الآراء شکل اختیار کر گیا ہے کہ کیا آج کے جدید اور تیز رفتار سائنسی دور میں شرعی لحاظ سے ایک عورت کو اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ بغیر محرم کے ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر کر کے اپنا فریضہ حج ادا کرے، کیوں کہ پہلے دور میں سفر انتہائی مشقت آمیز ہوا کرتا تھا، منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے دن رات کے طویل سفر طے کرنے پڑتے تھے، اس غرض اور حکمت کی بناء پر حکم دیا گیا تھا کہ اگر عورت کا سفر تین دن اور تین راتوں کا ہے، یعنی مسافتِ شرعی کے بقدر سفر کرنا چاہتی ہے، خواہ یہ کوئی بھی سفر ہو، تو اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم لازم ہونا چاہیے، اور یہ بات اس دور میں بالکل معقول تھی، لیکن آج سائنسی ترقی کی بدولت فاصلے سمٹ آئے ہیں، انسان چند گھنٹوں میں ہزاروں میل کا سفر بڑی آسانی اور مکمل سکیورٹی کے ساتھ کر لیتا ہے۔ اس لئے آج یہ مسئلہ انتہائی اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ اگر ایک عورت پر حج فرض ہو چکا ہو اور اسے کوئی محرم یا شوہر میسر نہ ہو یا اس کا محرم یا شوہر سعودیہ میں ملازم ہو اور وہ وہاں ایئر پورٹ پر آکر اس کو وصول کر سکتا ہو، اور ادھر اپنے ملک سے بھی اس کا کوئی محرم اس کو ائیر پورٹ تک پہنچا دے، اس طرح وہ عورت صرف ہوائی جہاز کا سفر بغیر محرم کے کرے گی اور آگے جب اترے گی تو اس کا محرم یا شوہر ائیر پورٹ پر اسے وصول کر لے گا یا کوئی بھی اور صورت ایسی ممکن ہے کہ جس سے شریعت کا حکم بھی متاثر نہ ہو اور عورت کا فریضہ حج بھی ادا ہو جائے۔

پہلے وہ صورتیں بیان کی جائیں گی جن کے جواز پر پر اہلِ علم کا اتفاق ہے:

1. مہاجرہ کو بالاتفاق اجازت ہے کہ وہ دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف بغیر محرم کے ہجرت کر سکتی ہے۔
2. جب کوئی عورت، کافروں کی قید میں ہو اور اسے ان کے چُنگل سے نکلنے کا موقع ملے تو وہ بھی بغیر محرم کے سفر کر سکتی ہے۔
3. جو عورت اپنے ہم سفر رفقاء سے بچھڑ جائے اور کوئی قابلِ اعتماد آدمی اسے میسر ہو تو وہ اس کے ہمراہ سفر کر سکتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے رفقائے سفر سے جا ملے۔1
4. اہلِ علم کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ ایک عورت کا نفلی حج کے لئے یا بزنس اور تجارت کے لئے یا کسی سے ملاقات یا اپنی کسی ضرورت کی غرض سے بلا محرم سفر کرنا جائز نہیں ہے۔2

البتہ اہلِ علم اور اصحابِ فتاویٰ کا عورت کے لئے حجِ فرض کے سفر میں محرم کی شرط کے بارے میں اختلاف ہے، کل تین اقوال ہیں:

2. حج فرض کے سفر میں محرم کی شرط کے متعلق پہلا موقف

عورت پر حج کی فرضیت کے لئے محرم کا ہونا شرط ہے، لہذا محرم نہ ہونے کی صورت میں عورت پر حج فرض ہی نہ ہو گا۔

یہ ابراہیم بن یزید النخعیؒ(96ھ)، حسن بن یسار البصریؒ(110ھ)، عامر بن شراحیل الشعبیؒ(100ھ) اور سفیان بن

سعید الثوریؒ(161ھ)کا قول،3حنفیہ وحنابلہ کا مذہب4اور شافعیہ کا بھی ایک قول ہے۔5 ان فقہائے کرام نے بہت سے دلائل سے استدلال کیا ہے،چند اہم دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

2.1 محرم کی غیر موجودگی میں سفر حج کے فرض نہ ہونے کی پہلی دلیل

متعدد احادیث میں عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے،چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں:

1. امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں اور امام مسلمؒ نے صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے،وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:"لا تسافر المرأة ثلاثة أيّام إلا مع ذي محرم"6یعنی عورت تین دن کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے"

2. نیز امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے کہ:
   لا تسافر المرأة يومين إلا معها زوجها أو ذو محرم7
   عورت دو دن کا سفر نہ کرے مگر اس کے ہمراہ اس کا شوہر یا محرم ہو۔

3. نیز امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ:
   لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الأخر أن تسافر مسيرة يوم وليلة،ليس معها حرمة8
   اس عورت کے لئے جائز نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ ایک دن رات کی مسافت کے بقدر اس طرح سفر کرے کہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو۔

4. صحیح مسلم کی ایک روایت میں "مسيرة يوم إلا مع ذي محرم عليها"اور ایک روایت میں "مسيرة ليلة إلا ومعها رجل ذو حرمة منها" کے الفاظ آئے ہیں۔9

2.1.1 وجہ استدلال اور تجزیہ:

ان احادیثِ نبویہ ﷺ سے صراحۃً معلوم ہو رہا ہے کہ عورت کے لئے ہر طرح کا سفر بغیر محرم کے ممنوع ہے،خواہ وہ سفر فرض درجہ کا ہو یا مستحب درجہ کا،قریب کا ہو یا دور کا،مطلقاً ممنوع ہے۔10

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ اس قرآنی آیت کے معارض ہے:

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلا۔11

اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس کے گھر کا حج کرنا لازم ہے،جو اس کی طرف جانے کی طاقت رکھتا ہو۔

یہ آیت عام ہے، مردوں، عورتوں سب کو شامل ہے، مذکورہ احادیث تو ہر طرح کے سفر کے لئے محرم کی شرط کے سلسلہ میں عام ہیں لیکن اس آیت سے حج کے سفر واجب کی تخصیص ہو جاتی ہے، لہذا ان احادیث کو حجِ نفل اور حجِ مباح پر محمول کیا جائے گا۔

1. مذکورہ احادیث ہر طرح کے سفر کے بارے میں عام ہونے کے باوجود مہاجرہ اور قیدی عورت کو بالاتفاق شامل نہیں ہیں، وہ ان سے مستثنیٰ ہیں تو حج کا سفر واجب بھی ان احادیث سے مستثنیٰ ہو گا، کیوں کہ دونوں سفر واجب ہیں، لہذا ان کا حکم بھی ایک ہونا چاہیے۔
2. یہ تمام احادیث عام نہیں ہیں، بلکہ راستے کے پُر امن نہ ہونے کے ساتھ خاص ہیں، یعنی جب راستہ پُر امن نہ ہو تو محرم کی ہمراہی ضروری ہے، لیکن جب راستہ پُر امن ہو تو اس صورت میں محرم کا ساتھ ہونا ضروری نہیں ہے۔

ان تینوں بات کے جوابات درج ذیل ہیں:

1. یہ بات تسلیم نہیں کی جاسکتی کہ اس آیتِ کریمہ کی وجہ سے مذکورہ احادیث کے عموم میں تخصیص ہو گئی ہے اور اس سے حج کا سفر واجب مستثنیٰ ہو گیا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ آیت وجوبِ حج کے سلسلہ میں عام ہے، جو مرد بھی اور جو عورت بھی استطاعت رکھتی ہو اس پر حج کرنا فرض ہے، لیکن اس آیت کے عموم سے وہ عورت مخصوص اور مستثنیٰ ہو گی جسے کوئی محرم میسّر نہ ہو، لہذا وہ ان احادیث کی وجہ سے صاحبِ استطاعت قرار نہ پائے گی۔
2. یہ کہنا کہ احادیثِ مذکورہ عام ہونے کے باوجود مہاجرہ اور قیدی عورت کو جس طرح شامل نہیں اسی طرح حج کے سفر واجب کو بھی شامل نہیں ہے، یہ قیاس بھی درست نہیں ہے، کیوں کہ مہاجرہ اور قیدی عورت کو ضرورتِ شدیدہ کی بناء پر ان احادیث سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، جب کہ یہاں ایسی کوئی ضرورت نہیں ہے۔
3. پھر یہ بات بھی تسلیم نہیں کی جاسکتی کہ مذکورہ احادیث سفر مباح اور حج نفل کے ساتھ خاص ہیں، کیوں کہ آئندہ ایک حدیثِ ابنِ عباس بیان کی جائے گی کہ ایک شخص کو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ وہ جہاد کو چھوڑ کر جائے اور اپنی اہلیہ کا جا کر محرم بنے، علاوہ ازیں یہ بات بھی ہے کہ اصولِ فقہ کا یہ قاعدہ ہے کہ عام میں تخصیص بلا دلیل کے جائز نہیں ہے۔

2.2 محرم کی غیر موجودگی میں سفرِ حج کے فرض نہ ہونے کی دوسری دلیل:

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں اور امام مسلمؒ نے صحیح مسلم میں عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لا يخلوَنّ رجل بامرأة ، ولا تسافرن امرأة إلا ومعها محرم ، فقام رجل فقال : يا رسول الله اكتتبت في غزوة كذا وكذا ، وخرجت امرأتي حاجّةً ، قال : اذهب فحجّ مع امرأتک12

کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت ہر گز نہ کرے اور کوئی عورت بغیر محرم کے ہر گز سفر نہ کرے، ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! فلاں فلاں جہاد میں میرا نام لکھ دیا گیا ہے اور میری بیوی حج کے لئے نکلی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ، اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

لا تحجَنّ امرأة إلا ومعها ذومحرم13

یعنی کوئی عورت بالکل حج نہ کرے مگر اس کے ساتھ محرم ضرور ہونا چاہیے۔

2.2.1 وجہ استدلال و تجزیہ

1. اس حدیث سے بھی عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے سے مطلقاً منع کیا گیا ہے، خواہ واجب درجہ کا سفر ہو یا مستحب درجہ کا، دور کا ہو یا نزدیک کا، کیوں کہ اس حدیث میں کسی مدت کا قطعی ذکر نہیں ہے۔
2. حدیث میں مذکور اس سائل پر جہاد واجب ہو چکا تھا، اس کے باوجود اسے حکم دیا گیا کہ تم اپنی بیوی کے ہمراہ حج کرو، اس سے معلوم ہوا کہ عورت پر حج کے وجوب کے لئے محرم کی ہمراہی شرط ہے، ورنہ حضور ﷺ اسے ساتھ جانے کا حکم نہ دیتے۔ نیز "لا تحجّن "کا لفظ اس بات پر صریح ہے کہ حج کا سفر واجب بھی اس حکم سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

ان وجوہ استدلال کا تجزیہ درج ذیل نکات میں کیا جا سکتا ہے:

1. اس حدیث سے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ عورت بغیر محرم کے نکل چکی تھی اور حضور ﷺ نے اس پر کوئی قدغن بھی نہیں لگائی اور نہ ہی اس عورت کو واپس آنے کا حکم دیا۔
2. اصل میں اس شخص کا حضور ﷺ سے پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ ادھر میرا نام جہاد میں آچکا ہے اور دوسری طرف میری بیوی بھی حج کے سفر کے لئے پابہ رکاب ہے، ان میں سے میں کس کا انتخاب کروں، جہاد کے سفر پر چلا جاؤں یا اپنی بیوی کے ساتھ سفر حج پر جاؤں؟ بہر حال! اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ محرم کی ہمراہی کا استحباب ثابت ہوتا ہے، وجوب ثابت نہیں ہوتا۔
3. نیز "لا تحجّن" کا لفظ شکِ راوی کی وجہ سے غیر محفوظ ہے، اس لئے یہ لائقِ استدلال نہیں ہے۔14

ان تینوں کے باتوں کے جوابات اس طرح دیئے جاسکتے ہیں:

1. اگرچہ حضور ﷺ نے صراحۃً اس عورت کو منع نہیں فرمایا، لیکن جب بغیر محرم کے نکلنے سے عورت کو منع فرمایا تو اس سے اس کے فعل کی مذمت بھی ہوئی، اور اس کو واپس آنے کا حکم اس لئے نہیں دیا کہ آپ ﷺ نے جب اس کے شوہر کو اس کے ساتھ جانے کا حکم دے دیا تو اس کو الگ سے حکم دینے کی ضرورت نہیں تھی۔
2. اگر وجوبِ حج کے لئے محرم کی شرط نہ ہوتی تو حضور ﷺ اس کے شوہر کو جہاد ترک کر کے اس کے ساتھ سفر حج پر جانے کا حکم ہی نہ دیتے، بلکہ بعض روایات میں تو یہ آیا ہے کہ اس سائل نے کہا تھا کہ میں نے فلاں جہاد میں جانے کی نذر مانی ہے۔15 معلوم ہوا کہ اگر محرمیت کی شرط نہ ہوتی تو آپ ﷺ اسے نذر جیسے واجب حکم کو ترک کرنے کا نہ فرماتے۔
3. لفظِ "لاتحجنّ" کو شکِ راوی کی وجہ سے غیر محفوظ کہنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ بعض ائمہ جرح و تعدیل نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے کہ یہ حدیث بلا شکِ راوی کے ثابت ہے، لہذا یہ اعتراض درست نہیں ہے۔16

3. محرم کی غیر موجودگی میں سفرِ حج کے فرض نہ ہونے کی تیسری دلیل تجزیہ:

ان حضرات نے حجِ فرض کو حجِ مستحب پر قیاس کیا ہے کہ جس طرح حجِ مستحب بغیر محرم کے بالاتفاق جائز نہیں ہے، اسی طرح حجِ فرض بھی جائز نہ ہوگا، کیوں دونوں میں امرِ جامع یعنی انشاء سفر، ایک ہی ہے، لہذا یہ بھی بغیر محرم کے جائز نہ ہوگا۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی ہے کہ حجِ مستحب بھی تو شروع کرنے سے لازم اور واجب ہو جاتا ہے، پھر اس کے لئے بھی محرمیت کی شرط نہیں ہونی چاہیے۔

یہ قیاس آرائی درست معلوم نہیں ہوتی، کیوں کہ فرض حج تو واجب امر ہے اس لئے وہ بغیر محرم کے جائز ہوگا، اور اس کے علاوہ جو حج ہوگا وہ مستحب ہوگا لہذا اس کے لئے محرم ہونا ضروری ہوگا۔ اس کے جواب میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا معصیت کے زمرے میں آتا ہے، لہذا ایسے امر کی اطاعت اس پر لازم نہیں ہوگی جس کا ترتب معصیت پر ہوتا ہو۔ علاوہ ازیں جب عورت کے لئے محرمیت کی شرط سے اصل مقصود اس کی جان و مال کی حفاظت ہے تو پھر وہ سفر دور کا ہو یا نزدیک کا، حجِ نفل کا ہو یا حجِ فرض کا، اس میں کوئی فرق روا نہیں رکھنا چاہیے، سب میں محرمیت کی شرط ہونی چاہیے۔

4. محرم کی غیر موجودگی میں سفرِ حج کے فرض نہ ہونے کی چوتھی دلیل:

عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے سے ایک تو اس لئے بھی منع کیا گیا ہے کہ بغیر محرم کے عورت کی عزت و آبرو معرضِ خطرے میں رہتی ہے، اور یہ کہنا کہ اگر قابلِ اعتماد عورتوں کے ساتھ نکلنے میں ایسا کوئی خطرہ درپیش نہیں ہوگا تو یہ بھی درست نہیں، کیوں کہ جب بہت سی عورتیں جمع ہوں گی تو ایسی صورت میں خطرہ زیادہ ہوگا۔ اور دوسری وجہ منع کرنے کی یہ ہے کہ عورت کو عام طور پر دورانِ سفر سواری پر بٹھانے اور اتارنے کے لئے محرم کی ضرورت ہوتی ہے، اگر وہ اکیلی ہوگی تو اس کے لئے بڑی دشواری

پیش آئے گی، اگر بالفرض اسے سواری پر بٹھانے اتارنے کی ضرورت نہ بھی پیش آئے تو خاص طور پر حج کے سفر میں اور بھی بہت سی ضروریات ہوا کرتی ہیں جو بغیر محرم کے پوری نہیں ہو سکتیں، اس کے لئے محرم ساتھ ہونا ضروری ہوتا ہے۔17

5. حج فرض کے سفر میں محرم کی شرط کے متعلق دوسرا موقف:

عورت پر حج کی فرضیت کے لئے محرم ہونا شرط نہیں ہے، البتہ مردوں یا عورتوں کی قابلِ اعتماد جماعت کا ہونا شرط ہے۔ یہ موقف صحابہ کرام میں سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا(58ھ)، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (73ھ)، عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ (73ھ) کا اور تابعین میں سے محمد بن سیرینؒ(110ھ)، عطاء ابن ابی رباحؒ(114ھ) اور محمد بن مسلم ابن شہاب الزہریؒ(124ھ) کا ہے، نیز امام اوزاعیؒ(157ھ) کا بھی یہی قول ہے، 18 مکاتبِ فقہ میں سے مالکیہ کا مذہب، 19 شافعیہ کا مشہور مذہب20 اور امام احمد بن حنبلؒ کی بھی ایک روایت یہی ہے۔21

ان فقہائے کرام نے جن نصوص کو اپنا مستدل بنایا ہے ہم ان میں سے چند اہم مستدلات ذکر کرتے ہیں:

5.1 محرم کی غیر موجودگی میں سفرِ حج کے لئے محرم شرط نہ ہونے کی پہلی دلیل:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا"22، "اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس کے گھر کا حج کرنا لازم ہے، جو اس کی طرف جانے کی طاقت رکھتا ہو"

5.1.1 وجہ استدلال و تجزیہ

یہ حکم عام ہے، ان تمام مردوں اور عورتوں کو شامل ہے جو حج کی استطاعت رکھتے ہوں، لہذا جب ایک عورت زادِ راہ اور راحلہ (سواری) رکھنے کی بناء پر صاحبِ استطاعت ہو گی اور اس کے ساتھ قابلِ اعتماد عورتوں کی جماعت بھی اس کے ہم سفر ہو گی جس کی وجہ سے اس کی جان و مال محفوظ رہے گی تو اس پر فرض حج کی ادائیگی لازم ہو جائے گی۔23

1. جیسا کہ پہلے بھی یہ بات ذکر ہوئی کہ آیتِ ہذا اور محرمیت کی شرط والی احادیث میں عموم و خصوص کی نسبت ہے، اب ضرورت تھی کسی وجہ ترجیح کی، چنانچہ سائل کی ذکر کردہ حدیث جس میں اس نے سوال کیا تھا کہ جہاد پر جاؤں یا اپنی بیوی کے ہمراہ حج پہ جاؤں؟ یہ حدیث وجہ ترجیح کے طور پر موجود ہے، جس میں حضور ﷺ کا اسے اپنی بیوی کے ہمراہ جانے کا حکم دیا تھا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کے لئے محرم ہونا شرط ہے۔ لہذا یہ آیتِ مبارکہ آپ کی دلیل نہیں بن سکتی۔
2. وجہ استدلال کے طور پر یہ کہنا کہ آیتِ ہذا میں دیا گیا حکم تمام مردوں اور عورتوں کو شامل ہے، یہ بات ہمیں مطلقاً تسلیم نہیں، کیوں کہ ہم کہتے ہیں کہ جب عورت کا محرم موجود نہ ہو تو اس صورت میں آیت کا حکم اس کو شامل نہ ہو گا، کیوں

کہ آیت میں استطاعت کا ذکر ہے، حالاں کہ عورت بذاتِ خود سواری پر اترنے اور چڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی، اسے بالعموم کسی محرم کی ضرورت ہوتی ہے، لہذا وہ صاحبِ استطاعت ہی قرار نہ پائے گی۔

3. ہم علی وجہ التسلیم یہ کہتے ہیں کہ جب آیت اور احادیث کے عام ہونے کے باوجود دیگر شرائط بالاتفاق لگائی جاتی ہیں کہ راستہ پُر امن ہو، سفر کرنا ممکن ہو، کوئی رکاوٹ نہ ہو تو محرمیت کی شرط بھی لگانی چاہیے، بلکہ یہ چیز تو نص سے ثابت ہے، پھر آپ جو قابلِ اعتماد عورتوں کی جماعت کی شرط لگاتے ہیں وہ تو کسی نص سے ثابت بھی نہیں ہے!24

5.2 محرم کی غیر موجودگی میں سفرِ حج کے لئے محرم شرط نہ ہونے کی دوسری دلیل:

نبی کریم ﷺ نے "سبیلًا" کی تفسیر خود ایک حدیث مبارک میں بیان فرمائی ہے، چنانچہ امام ترمذیؒ نے سنن ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

فقام رجل فقال: ما السبيل يا رسول الله ؟ قال : الزاد والراحلة25

یعنی ایک آدمی نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! سبیل سے کیا مراد ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اس سے مراد زاد اور راحلہ ہے۔

5.2.1 وجہ استدلال و تجزیہ

حضورِ اکرم ﷺ نے "سبیل" کی تفسیر صرف زاد و راحلہ سے فرمائی ہے، اس میں محرم کا ذکر نہیں فرمایا، لہذا جو عورت زاد و راحلہ کی استطاعت رکھتی ہو اس پر فرض حج لازم ہو جائے گا، خواہ اسے محرم میسّر نہ ہو۔

1. یہ حدیث سنداً ضعیف ہے، اس لئے قابلِ استدلال نہیں ہے، جیسا کہ خود امام ترمذیؒ نے حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس میں راوی ابراہیم بن یزید الخوزی المکی موجود ہیں، بعض اہلِ علم نے ان کے حافظے کے متعلق نقطہ اعتراض اٹھایا ہے۔
2. اگر ہم اس حدیث کو قابلِ استدلال مان بھی لیں تب بھی اس سے استدلال کرنا درست نہیں، کیوں کہ اس میں ایک تو سائل مرد ہے، عورت نہیں ہے، دوسرا یہ کہ کسی چیز کا ذکر نہ ہونا اس کے عدم کو مستلزم نہیں ہوا کرتا۔
3. آپ نے بھی تو زاد و راحلہ کے علاوہ کتنی شرطیں لگائیں ہیں، راستہ پُر امن ہو، سفر کرنا ممکن ہو، قرض ادا ہو چکا ہو، سواری پر بیٹھنا ممکن ہو، قابلِ اعتماد مردوں کی یا عورتوں کی جماعت ہو یا کوئی ایک قابلِ اعتماد عورت سفر میں ساتھ ہو، حالاں کہ یہ ساری شرطیں حدیث میں موجود نہیں ہیں، اس کے برعکس محرمیت کی شرط تو حدیث میں بھی موجود ہے؟!

4. اصل میں نبیِ مکرّم ﷺ نے "سبیل" کی تفسیر کرتے ہوئے خاص حج کی شرائط بیان فرمائی ہیں کہ زادوراحلہ ہو تو حج فرض ہو جاتا ہے، محرمیت کی شرط تو ہر طرح کے سفر کے لئے ہے، بالفاظِ دیگر حضور ﷺ کا مقصد حج کی عمومی شرط بیان کرنا تھا، خاص عورت کے لئے حج کی شرائط بیان کرنا مقصد نہیں تھا۔26

5.3 محرم کی غیر موجودگی میں سفرِ حج کے لئے محرم شرط نہ ہونے کی تیسری دلیل:

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں عدیؓ بن حاتم رضی اللہ عنہٗ کی طویل روایت نقل کی ہے، اس میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ حضرت عدی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ:

هل رأيت الحيرة ؟ قال : قلت : لم أرها وقد أنبئت عنها ، قال : إن طال بک حياة لترين الظعينة ـ المرأة في الهودج- ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة لا تخاف أحداً إلا الله...[27]

کیا تم نے مقامِ حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے دیکھا تو نہیں ہے، البتہ اس کے بارے میں مجھے خبر دی گئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو دیکھو گے کہ ایک عورت ہودج میں بیٹھ کر وہاں سے سفر کر کے آئے گی اور خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اور اس کو اللہ کے سوا کسی کا خوف ڈر نہیں ہو گا۔

5.3.1 وجہ استدلال و تجزیہ

حضورِ اکرم ﷺ نے اس عورت کا ذکر بطورِ مدح کے فرمایا ہے جو اس طرح سے تنِ تنہا طویل سفر کر کے مقامِ حیرہ سے سے روانہ ہو کر مکہ مکرمہ آئے گی اور طوافِ کعبہ کرے گی، معلوم ہوا کہ بغیر محرم کے عورت کا سفر کرنا جائز ہے، اگر جائز نہ ہوتا تو حضور ﷺ اس کو ضرور بیان فرماتے۔

اس استدلال کا تجزیہ درج ذیل نکات میں کیا گیا ہے۔

1۔اس حدیث کا مقصد کوئی حکمِ شرعی بیان کرنا نہیں ہے کہ آیا عورت بغیر محرم کے سفر کر سکتی ہے یا نہیں، بلکہ اس کا مقصد صرف حالات وواقعات کو بیان کرنا ہے کہ ایک وقت آئے گا جب ہر طرف امن کا دور دورہ ہو گا۔ جس طرح آپ ﷺ نے اور بھی بہت سے واقعات اور پیشین گوئیاں فرمائی ہیں۔ اس کے جواب میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ایسا نہیں ہے، دونوں میں بڑا فرق ہے، کیوں کہ حدیثِ عدیؓ میں یہ واقعہ بطورِ مدح کے آیا ہے، جب کہ دوسرے واقعات کا ذکر مذمّت کے طور پر کے آیا ہے۔ لیکن یہ جواب بھی تسلی بخش نہیں ہے، اس پر بھی اعتراض وارد ہو گا، کیونکہ اگر حدیث کا مقصد اس مسئلہ کا جواز بتانا ہے تو پھر دوسرا موقف رکھنے والوں نے قابلِ اعتماد جماعت کے ہونے کی شرط کہاں سے اخذ کی ہے، اس کا بھی تو حدیث میں ذکر نہیں ہے!۔

2۔ طبرانی کی ایک مرفوع روایت کے الفاظ اس طرح آتے ہیں:

"ليأتينّ على الناس زمان تسير الظعينة من مكة إلى الحيرة لا يأخذ أحد بخطام راحلتها"28

یعنی لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ایک عورت مکہ سے حیرہ تک سفر کرے گی لیکن کوئی اس کی سواری کی لگام نہ پکڑے گا۔"

اب اس حدیث سے عورت کا مکہ سے حیرہ تک کا سفر کرنے کا ذکر آیا ہے، حالانکہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مکہ سے کسی بھی شہر کی طرف عورت کا اس طرح سفر کرنا جائز نہیں ہے، معلوم ہوا کہ اس طرح کی احادیث کا مقصد محض حالات و واقعات کو بیان کرنا ہوتا ہے، کسی حکمِ شرعی کو بیان کرنا نہیں ہوتا، باقی محرم کے بارے میں دیگر احادیث میں حکم بیان کیا گیا ہے۔

3۔ حدیثِ عدیؓ بن حاتم اور اس طرح کی دوسری احادیث عام ہیں اور محرم والی احادیث خاص ہیں، اور اصولِ فقہ کا قاعدہ ہے کہ جہاں عام اور خاص کا تعارض آجائے تو وہاں ترجیح اور فوقیت خاص کو دی جاتی ہے۔

5.4 محرم کی غیر موجودگی میں سفرِ حج کے لئے محرم شرط نہ ہونے کی چوتھی دلیل:

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں احمد بن محمد ازرقیؒ سے روایت نقل کی ہے:

أذن عمر رضي الله عنه، لأزواج النبي صلى الله عليه وسلم في آخر حجة حجها، فبعث معهن عثمان بن عفان، وعبد الرحمن بن عوف29

حضرت عمر نے اپنے آخری حج کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کو حج کی اجازت دی تھی اور ان کے ساتھ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو بھیجا تھا۔

5.4.1 وجہ استدلال و تجزیہ

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر راستہ پُرامن ہو تو عورت کا قابلِ اعتماد عورتوں کی جماعت کے ہمراہ سفر کرنا جائز ہے۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور ازواجِ مطہرات کا اس پر اتفاق ہوا، دیگر صحابہ کرام میں سے بھی کسی نے اس پر انکار نہیں کیا جو اس کے جواز کی واضح دلیل ہے۔

1. یہ تمام حضرات ان امہات المؤمنین کے لئے بمنزلہ محرم کے تھے، کیونکہ محرم وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو، اور یہ بات واضح ہے کہ ازواجِ مطہرات تمام مومنین کے لئے بمنزلہ ماں کے اور وہ ان کے لئے بمنزلہ اولاد کے ہیں۔ لہذا یہ کہنا درست نہیں کہ اس موقع پر ازواجِ مطہرات کے ساتھ محرم نہیں تھے، بلکہ قابلِ اعتماد عورتوں کے ساتھ سفرِ حج ہوا تھا۔

اس کے جواب میں یہ بات کہی جائے گی کہ یہ بات ہمیں تسلیم نہیں کہ وہ صحابہ، ازواجِ مطہرات کے لئے بمنزلہ محرم کے تھے، کیوں کہ ازواجِ مطہرات، محرمیت کے اعتبار سے نہیں بلکہ حرمتِ نکاح کے اعتبار سے مومنین کے لئے اُمہات کے مقام و

مرتبہ میں ہیں، ورنہ محرمیت کے احکام ان پر جاری ہوتے کہ نہ وہ ان سے پردہ کرتیں، نہ ہی خلوت و تنہائی ممنوع ہوتی، حالانکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔

2. اگر حدیثِ ہذا میں غور کیا جائے تو ایسی کوئی بات نہیں ملتی جس سے ثابت ہو سکے کہ ان ازواجِ مطہرات کے ساتھ ان کے محرم موجود نہ تھے، ممکن ہے وہ قافلہ حج میں موجود ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے مزید اکرام واطمینان کی خاطر حضرت عثمان اور حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہما کو ان کے ہمراہ بھیجا ہو۔ پھر یہ بات نا قابلِ فہم ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کریں، ان کے بارے میں ایسی بدگمانی کرنا مناسب بات نہیں ہے۔

بلکہ بعض روایات سے ان ازواجِ مطہرات کے ہمراہ ان کے محارم کا ذکر بھی ملتا ہے۔30

5.5 محرم کی غیر موجودگی میں سفرِ حج کے لئے محرم شرط نہ ہونے کی پانچویں دلیل:

امام ابو داود نے مسند طیالسی میں امام زہریؒ کے حوالہ سے حضرت عمرہؒ سے روایت نقل کی ہے، وہ کہتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے کہا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إنّ المرأة لا تسافر إلّا مع ذي محرم ، فالتفتت إلى بعض من معها فقالت : واللہ ما كلهنّ لها محرم[31]

یعنی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے، یہ سن کر حضرت عائشہ اپنے کسی ہم مجلس کی جانب متوجہ ہوئیں اور فرمایا کہ خدا جانتا ہے کہ ہر عورت کو محرم میسر نہیں ہوتا۔

5.5.1 تجزیہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اظہارِ تعجب خود اس بات کا شاہد ہے کہ احادیثِ صحیحہ کے مقابلہ میں اس طرح کے آثار و اقوال قابلِ حجت نہیں ہوتے، کیونکہ یہ اثر اس سائل والی حدیث کے معارض ہے جس میں اس نے حضور ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ میرا نام جہاد میں لکھا جا چکا ہے اور دوسری طرف میری بیوی حج پر جانے کے لئے پابہ رکاب ہے۔۔،، ایسے آثار سے نزدیک کے سفر مراد لئے جا سکتے ہیں۔

5.6 محرم کی غیر موجودگی میں سفرِ حج کے لئے محرم شرط نہ ہونے کی چھٹی دلیل:

اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ جب دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنے والی عورت کو اور اسی طرح کفار کے چنگل سے بچ نکلنے والی عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنا جائز ہے تو حج کے لئے سفر کرنے والی عورت کو بھی اجازت ہونی چاہیے کہ وہ

قابلِ اعتماد جماعت کے ہمراہ حج فرض کی ادائیگی کے لئے جاسکے۔ کیونکہ دونوں مسئلوں میں وجہ جامع یہ ہے کہ یہ دونوں قسم کے سفر، سفر واجب ہیں۔ بلکہ حج تو اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، جب کہ ہجرت کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔

5.6.1 تجزیہ:

1. اس مسئلہ کو مہاجرہ اور اسیرہ پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ قیاس کے صحیح ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ کسی نص کے مقابلہ میں نہ ہو، حالانکہ یہاں اس کے مقابلہ میں نص موجود ہے۔
2. یہ قیاس اس لئے بھی درست نہیں ہے کہ مہاجرہ کی ہجرت کا مقصد سفر طے کرنا نہیں ہوتا بلکہ وہ تو خوفِ فتنہ سے بچنے کے لئے ہجرت کرتی ہے، جب کہ حج کے لئے جانے والی عورت کا اصل مقصد ہی سفر طے کرنا ہوتا ہے، جب ان دونوں مسئلوں میں کوئی وجہ جامع یا علتِ مشترکہ نہیں پائی جاتی تو ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کرسکتے۔
3. ہم علی وجہ التسلیم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے کہ مہاجرہ کی ہجرت بھی سفر ہے، لیکن یہ سفر اضطراری ہے، اختیاری نہیں ہے، اس لئے کہ سفر حج کی بہ نسبت، مہاجرہ کا دارالحرب میں رہنا زیادہ باعثِ فساد اور وقوعِ فتنہ کا سبب ہے، اسی بناء پر مہاجرہ کو بالاتفاق بغیر محرم کے سفر کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔32

6. حج فرض کے سفر میں محرم کی شرط کے متعلق تیسرا موقف:

عورت پر حج کی فرضیت کے لئے نہ تو محرم کا ہونا شرط ہے اور نہ ہی قابلِ اعتماد مردوں یا عورتوں کی جماعت کا ہونا شرط ہے، بلکہ اگر راستہ پُر امن ہو تو عورت کے لئے تن تنہا بھی سفر حج کرنا جائز ہے۔ اس موقف کے قائلین میں امام داؤد الظاہریؒ(270ھ)، امام ابن حزمؒ(452ھ)33 اور بعض شافعیہ34 شامل ہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ(728ھ) کا قولِ مختار بھی یہی ہے۔35

6.1 تیسرے موقف کے دلائل:

ان فقہائے کرام کے دلائل بھی وہی ہیں جو دوسرا موقف رکھنے والوں کے ہیں، بس فرق اتنا ہے کہ دوسرا موقف رکھنے والوں نے "مردوں یا عورتوں کی قابلِ اعتماد جماعت" کی قید لگائی ہے، جب کہ تیسرا موقف رکھنے والوں نے ان دلائل کو اپنے اطلاق پر رکھا ہے، ان کو کسی قید کے ساتھ مقیّد نہیں کیا ہے، صرف راستہ کے مامون ہونے کی قید لگائی ہے۔ اور اس قید میں بھی عورت کی کوئی تخصیص نہیں ہے، مرد ہو یا عورت دونوں کے لئے راستہ کا مامون ہونا بھی ضروری ہے۔ لہذا دلائل و تجزیات اور جوابات کو مکرر ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

تاہم تیسرے موقف کے قائلین صحیحین کی ایک روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں، جو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لا تمنعوا إماء اللہ مساجد اللہ"36 یعنی اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں آنے سے نہ روکو"

نیز صحیحین میں ہی حضور ﷺ کا یہ فرمان بھی مروی ہے:

إذااستأذنكم نساؤكم إلى المساجد فأذنوا لهنّ37

یعنی جب تمہاری عورتیں تم سے مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو ان کو اجازت دے دیا کرو۔

6.1.1 وجہ استدلال و تجزیہ

ان احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو اللہ کے گھروں میں جانے سے نہیں روکنا چاہیے، جب عام مسجدوں میں جانے سے نہیں روکنا چاہیے تو مسجدِ حرام جو مقام و منزلت کے اعتبار سے سب سے بلند ہے، اس سے بطریقِ اولیٰ نہیں روکنا چاہیے۔

اس استدلال کا تجزیہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ

1. حدیث سے مراد حج کی حاضری نہیں بلکہ مسجدوں میں نماز کی حاضری مراد ہے۔ جس پر قرینہ یہ ہے کہ ایک حدیث میں یہ فرمایا گیا ہے کہ "ان کے گھر ان کے لئے زیادہ بہتر ہیں"۔
2. حدیث میں بیان کردہ حکم تمام مسجدوں کو شامل نہیں ہے، بلکہ قریب کی مسجدیں مراد ہیں، جہاں عورتوں کو جانے کے لئے سفر کی حاجت پیش نہ آتی ہو، لہذا جن احادیث میں بغیر محرم کے عورت کو سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے، ان احادیث کے مدِ نظر ایسی مسجدیں مستثنیٰ ہوں گی جن کے لئے سفر کی ضرورت پیش آئے۔

7. حاصلِ کلام و قولِ راجح:

مسئلہ ہذا کے سلسلہ میں ائمہ کرام کے جو تین موقف اور ان کے دلائل، تجزیات اور جوابات پیش کئے گئے ان کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ بات منقح ہو کر سامنے آتی ہے کہ اگر ایک عورت کو اپنے فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے محرم یا شوہر میسّر ہو تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کے بغیر اکیلی حج کا فریضہ ادا کرے، اور اگر اسے محرم یا شوہر میسّر نہ ہو یا میسّر تو ہو لیکن اس کے اخراجات نہیں اٹھا سکتی یا اس کا محرم یا شوہر سعودیہ میں ملازمت کرتا ہو، اور اس کے آنے میں کوئی قانونی رکاوٹ ہو تو محقق کی نظر میں راجح یہ ہے کہ ایسی صورت میں وہ اپنا فرض حج ترک کر کے بیٹھی نہ رہے بلکہ اسے چاہیے کہ ان احادیثِ مبارکہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے قابلِ اعتماد مردوں یا عورتوں کے قافلہ کے ہمراہ حج کا فریضہ ادا کرے جن سے مالکیہ، شافعیہ اور ایک مضبوط روایت کے مطابق حنابلہ بھی استدلال کرتے ہیں، البتہ اس کے لئے مندرجہ ذیل چند اہم شرائط ہیں جن کی پاسداری بہر حال ایسی عورت کو کرنی چاہیے:

1۔ایسی قابلِ اعتماد جماعت کے ہمراہ سفر کرے جس میں عورتیں بھی شامل ہوں۔2۔ایسی قابلِ اعتماد عورتوں کے ساتھ رہے جن عورتوں کے ساتھ ان کے شوہر یا محرم رشتہ دار بھی ہوں۔3۔سفر کے دوران کسی قسم کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ بھی نہ ہو۔4۔راستہ پُر امن ہونا چاہیے۔5۔شرعی پردے کا اہتمام کرے۔

نیز اگر ہم درایتِ حدیث کے اصولوں کو مدِ نظر رکھیں تو ہمیں ان ائمہ کرام کے موقف میں بڑا وزن محسوس ہوتا ہے، کیونکہ امام ترمذیؒ(279ھ)نے سفر سے ممانعت کی احادیث ابواب الحج کی بجائے ابواب الرضاع میں نقل کی ہیں، اسی طرح امام بخاریؒ(256ھ)نے بھی ان احادیث کو کتاب الحج کی بجائے ابواب تقصیر الصلوۃ اور کتاب جزاء الصید کے باب حج النساء میں نقل کیا ہے، یہ کوئی اتفاقی بات نہیں ہے۔

اب ہم اپنی رائے کی تائید میں متاخرینِ احناف کے ائمہ و فقہاء میں سے ایک عظیم فقیہ شیخ محمد انور شاہ الکشمیری (1352ھ/1933ء)کا قول پیش کرتے ہیں:۔

آپ اپنی معروف کتاب "العرف الشذی بشرح سنن الترمذی" میں رقم طراز ہیں:

واعلم أن الحديث في السفر غير سفر الحج وأما العلماء فيذكرون مسألة سفر الحج تحت هذه الأحاديث، وكذلك الطحاوي وغيره فعل مثل هذا أي ذكر سفر الحج تحت هذه الأحاديث، ثم ورد في الأحاديث:"لا تسافر المرأة فوق ثلاثة أيام" وفي بعض الروايات سفر يوم، وفي بعض الروايات سفر يوم وليلة وغيرها من الألفاظ، ومذهب أبي حنيفة أن سفر الحج إن كان ثلاثة أيام فلا تسافر إلا ومعها محرم، وإذا كان أقلَ من ثلاثة أيام فيجوز لها السفر، فيقال: إن الأحاديث ترد على أبي حنيفة، أقول: لا ترد على أبي حنيفة، فإن الأحاديث ليست بواردة في سفر الحج بل في غيره من الأسفار،الخ'38

جاننا چاہیے کہ سفر کے بارے میں جو احادیث ہیں وہ سفر حج کے علاوہ ہیں، علماء سفر حج کا مسئلہ بھی ان ہی احادیث کے تحت ذکر کرتے ہیں، امام طحاویؒ وغیرہ نے بھی ایسا ہی کیا ہے، یعنی ان ہی احادیث کے تحت سفر حج کا مسئلہ ذکر کیا ہے، علاوہ ازیں بعض احادیث میں عورت کو تین دن سے زیادہ مسافت کا سفر کرنے کی ممانعت آئی ہے، بعض میں ایک دن کے سفر کی اور بعض میں ایک دن اور ایک رات کے سفر کی ممانعت آئی ہے، مختلف الفاظ آئے ہیں، امام ابو حنیفہؒ کا موقف یہ ہے کہ اگر سفر حج تین دن کا ہو تو عورت بغیر محرم کے نہ جائے اور اگر اس سے کم ہو تو جا سکتی ہے، پھر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ احادیث امام صاحبؒ کے خلاف جاتی ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے، کیوں کہ یہ احادیث سفر حج سے متعلق نہیں ہیں بلکہ اس کے علاوہ دیگر اسفار سے

متعلق ہیں، تحقیقی بات یہ ہے کہ اصل مدار فتنہ کے موجود ہونے اور موجود نہ ہونے پر ہے،اور اس میں دنوں کی کوئی تحدید نہیں ہے بلکہ یہ معاملہ مبتلا بہ شخص کی رائے پر محمول ہے،یہ میرے نزدیک مذہبِ حنفی کی تحقیق ہے،اگرچہ اس کی صراحت کسی نے نہیں کی ہے۔

نیز شیخ انور شاہ الکشمیری(1352ھ / 1933ء)اپنی کتاب "فیض الباری علی صحیح البخاری" میں ممانعت والی احادیث پر ضیا پاشی کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

قال الحافظ رحمه الله تعالى: وفيه ما يدل على اختياره أن أقل مسافة القصر يوم وليلة ولما لم يكن عند المصنف رحمه الله تعالى في القصر والإتمام حديث، أخرج له حديث الحج والسفر للحاجات العامة، كقوله: «لا تسافر المرأة ثلاثا»، فإنه لم يقع في مسألة الإتمام والقصر، بل ورد في سفر الحاجات، واختلفت فيه الروايات. وفي بعضها: مسيرة يوم وليلة، وهو عندي مختلف باختلاف الأحوال، والأحاديث في هذا الباب صدرت عن حضرة الرسالة تارة كذا، وتارة كذا، وليست محمولة على اختلاف الرواة. وفي كتب الحنفية عامة عدم جواز السفر إلا مع محرم،قلت: ويجوز عندي مع غير محرم أيضا بشرط الاعتماد والأمن من الفتنة. وقد وجدت له مادة كثيرة في الأحاديث،أما في الفقه فهو من مسائل الفتن-39

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس میں ان کے اختیار کردہ قول کی دلیل ہے کہ کم از کم قصر کی مسافت ایک دن اور ایک رات ہے،جب مصنف کے پاس قصر واتمام پر کوئی حدیث موجود نہ تھی تو انہوں نے حج کی اور عام حاجات کے لئے سفر کی حدیث نقل کر دی، جیسے یہ حدیث کہ: کوئی عورت تین دن کا سفر نہ کرے،، حالانکہ یہ حدیث قصر واتمام کے مسئلہ کے بارے میں نہیں ہے، بلکہ سفر حاجات کے متعلق ہے، پھر اس بارے میں روایات مختلف ہیں،بعض روایات میں ایک دن و رات کا ذکر بھی آتاہے،میرے نزدیک یہ مختلف روایات، مختلف احوال پر محمول ہیں، کیوں کہ نبیِ پاک ﷺ سے اس بارے میں مختلف الفاظ منقول ہیں، یہ روایات، رواۃ کے اختلاف پر محمول نہیں ہیں،کتبِ حنفیہ میں محرم کے بغیر سفر کا عدمِ جواز عام طور پر نقل کیا جاتا ہے، میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک بغیر محرم کے بھی سفر کرنا جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ ہم سفر قابلِ اعتماد ہوں اور کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، مجھے اس کے متعلق احادیث میں بہت سی مثالیں ملی ہیں، اور فقہ میں اس مسئلہ کا تعلق مسائلِ فتن سے ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1]ابن الهمام،كمال الدين محمد بن عبدالواحدالسيواسي(المتوفى:861ھ)،الهداية مع فتح القدير،كتاب الحج، دارالفكر،بيروت، س،ن،420،421/2؛ابن قدامة,موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد,أبو محمد ,الجماعيلي، الحنبلي،المقدسي (المتوفى: 620ھ) المغني،مكتبة القاهرة،1388ھ - 1968م، 229/3

[2]الكاساني،علاء الدين،أبو بكر بن مسعود بن أحمد الحنفي (المتوفى: 587ھ)،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،دار الكتب العلمية،الطبعةالثانية،1406ھ-1986م،124/2؛ القرافي، شهاب الدين،أحمد بن إدريس بن عبد الرحمن أبو العباس ، المالكي،(المتوفى: 684ھ) الذخيرة،دار الغرب الإسلامي،بيروت، الطبعةالأولى، 1994م ،180/3

[3] ابن عبد البر، ،أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عاصم النمري ،القرطبي (المتوفى: 463ھ)تحقيق: سالم محمد عطا، محمد علي معوض, الاستذكار،دار الكتب العلمية،بيروت, الطبعةالأولى،1421ھ،2000ء،412/4؛ ابن قدامة،المغني،230/3؛ ابن حزم، علي بن أحمد بن سعيد، أبو محمد الأندلسي القرطبي الظاهري (المتوفى: 456ھ)، المحلى بالآثار،دار الفكر، بيروت،س،ن،19/5

[4] الكاسانى،بدائع الصنائع، 123/2؛ الزيلعي، عثمان بن علي بن محجن البارعي، فخر الدين الحنفي (المتوفى: 743 ھ) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق،المطبعة الكبرى الأميريةبولاق، القاهرة، الطبعةالأولى، 1313 ھ،4/2؛ منصور بن يونس بن صلاح الدين ابن حسن بن إدريس البهوتى الحنبلى (المتوفى: 1051ھ)،كشاف القناع عن متن الإقناع، دار الكتب العلمية،بيروت،س،ن،394/2

[5] يحيى بن أبي الخير بن سالم أبو الحسين ، العمراني اليمني الشافعي (المتوفى: 558ھ)، المحقق: قاسم محمد النوري،البيان في مذهب الإمام الشافعي، دار المنهاج ،جدة، الطبعةالأولى، 1421 ھ- 2000 م،35/4

[6] البخاري،محمدبن اسماعيل، الجامع الصحيح،دارالحضارة للنشروالتوزيع،رياض،2015ء، كتاب الصلاة، باب كم يقصر الصلاة،43/2(1086)؛مسلم بن الحجاج، ابوالحسين القشيرى،الجامع الصحيح ،دارالحضارة للنشر والتوزيع،رياض،2015ء،كتاب الحج ،باب سفر المرأة مع محرم إلى الحج وغيره ، 975/2(1338)

[7] البخاري، الجامع الصحيح،كتاب الصلاة، باب مسجد بيت المقدس،61/2(1197)

[8] البخاري، الجامع الصحيح، كتاب الصلاة، باب كم يقصر الصلاة،43/2(1086)

[9] مسلم بن الحجاج، ابوالحسين القشيرى،الجامع الصحيح، كتاب الحج ، باب سفر المرأة مع محرم إلى الحج وغيره،977/2 (1339)

[10]الكاسانى،بدائع الصنائع 123/2؛ ابن قدامة،المغني 31/5؛ البهوتى،كشاف القناع 394/2

[11] القرآن3 :97

[12]البخاري، الجامع الصحيح،كتاب الجهاد، باب من اكتتب في جيش فخرجت امرأته حاجة وكان له عذر هل يؤذن له،1094/3؛ مسلم بن الحجاج، ابوالحسين القشيرى،الجامع الصحيح، كتاب الحج، باب سفر المرأةُ مع محرم إلى حج وغيره،978/2(1341)

[13] الدارقطني،علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار أبو الحسن ، البغدادي (المتوفى: 385هـ ،السنن ،مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعةالأولى، 1424 هـ - 2004 م ،227/3(2440)

[14] ابن حزم،المحلى بالآثار ،51/7

[15] ايضاً،52/7

[16] ابن حجر ،أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد العسقلاني (المتوفى : 852هـ)المحقق : السيد عبد الله هاشم اليماني المدني، الدراية في تخريج أحاديث الهداية،دار المعرفة - بيروت ، 4/2، وقال الشوكاني في نيل الأوطار 16/4 : (صححه أبو عوانة) ، وذكر ذلك في تحفة الأحوذي 280/4

[17] دیکھیے:الکاسانی، بدائع الصنائع 123/2؛ الزیلعی،وتبیین الحقائق 357/1

[18] ابن عبدالبر،الاستذكار 452/4 ؛ابن قدامة،المغني 31/5 ؛ ابن حزم، المحلی 50/7

[19] مالک بن انس ،المدونة، دار الشروق، بیروت، 1427ھ، 452/2

[20] الشافعی، محمد بن ادریس، الأم، دار الكتب العلمية، بيروت، 1419ھ، 117/2

[21] ابن قدامة،المغني 31/5

[22] القرآن 3 :97

[23] بخاری،محمد بن اسمعیل، شرح ابن بطال ،دار الفكر، دمشق، 1439ھ، 533/4

[24] الكاسانی،بدائع الصنائع 123/2 ؛ ابن الہمام،فتح القدير 335/2 ؛ ابن قدامة،المغني 32/5

[25] الترمذی، محمد بن عیسی، السنن ،دارالحضارة للنشروالتوزیع،ریاض،2015ء،کتاب الحج،باب ماجاء فی ایجاب الحج بالزاد و الراحلة،168/3(813)

[26] بابرتی، اکمل الدين محمد بن محمود، العناية شرح الهداية، دار الفكر، بيروت، 1420ھ، 320/2

[27] البخاري، الجامع الصحيح،كتاب المناقب ، باب علامات النبوة والإسلام،197/4(3595)

[28] الطبراني،أبي القاسم سليمان بن أحمد، الكبير، مكتبة ابن تيميه، حلب، 1998، 100/17،الزيلعی، تبيين الحقائق، 358/1

[29] البخاري، الجامع الصحيح،كتاب جزاءالصيد،باب حج النساء،19/3(1860)

[30]ابن الجوزي، عبد الرحمن بن علي بن محمد بن علي،المنتظم في أخبار الملوك،دار الكتب العلمية، الطبعة الثانية، 1428هـ 327/4

[31] أخرجه بهذا اللفظ أبو داود الطيالسي في مسنده 680/3(2349)؛وابن أبي شيبة 386/3 بلفظ : (ليس كل النساء تجد محرماً)

[32] السرخسی،المبسوط 111/4 ؛الزيلعی،تبيين الحقائق 358/1 ؛ ابن قدامة،المغني 32/5

[33] ابن حزم،المحلى بالآثار 50/7

[34] المجموع شرح المهذب، 243/8، صححه الكرابيسى واختاره الشيرازى وجماعة وضعفه النووى

[35] بعلى، محمد ابن قدامة،اختيارات ابن تيمية، ص 115

[36]البخاري، الجامع الصحيح،كتاب الصلاة ، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل ، 305/1 (858)، مسلم بن الحجاج، ابوالحسين القشيرى،الجامع الصحيح، كتاب الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد،327/1(442)

[37]البخاري، الجامع الصحيح، كتاب الصلاة ، باب خروج النساء إلى المساجد بالليل والغلس ،215/1 (8270)، مسلم بن الحجاج، ابوالحسين القشيرى،الجامع الصحيح، كتاب الصلاة ، باب خروج النساء إلى المساجد، 327/1 (442)

[38] الكشميري،محمد أنور شاه بن معظم شاه،الهندي (المتوفى: 1353هـ)(تصحيح)الشيخ محمود شاكر، العرف الشذي شرح سنن الترمذي ،باب ما جاء فى كراهية ان تسافر المرأة وحدها، دار التراث العربي،بيروت، الطبعةالأولى،1425 هـ - 2004 م،407/2(1169)

[39] الكشميري،محمد أنور شاه بن معظم شاه،الهندي،(المتوفى: 1353هـ)المحقق: محمد بدر عالم الميرتهي،(جمع الأمالي وحررها ووضع حاشية البدر الساري إلى فيض الباري)،فيض الباري على صحيح البخاري(أمالي)،دار الكتب العلمية بيروت، الطبعةالأولى، 1426 هـ - 2005 م،534/2(1089)